

رفعِ یدین

اور

آئین کے کام

مفتی احمد القادری

ناشر: سنی حنفی آرگنائزیشن (ایس ایچ او)

نزد لواریا کانگریس بھون، بھالدار پورہ، ناگپور (مہاراشٹر) انڈیا۔

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>





فہمیں اور ہمیں کے کام



مفتی احمد القادری



ناشر: مفتی حنفی آرگنائزیشن (ایس ایچ او)

نزد لوہاریا کانگریس بھون، بھالدار پورہ، ناگپور (مہاراشٹر) انڈیا۔

نُحَمِّدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

خلافت عثمانیہ کے زوال پذیر ہوتے ہی اسلامی سلطنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ مسلمانوں کا رعب و دبدبہ رخصت ہو گیا۔ ان کی شان و شوکت، عظمت و رفعت کم ہو گئی۔ بیشتر مملکت اسلامیہ، امریکہ اور برطانیہ کی ذہنی غلام بن گئیں۔ ان کی پشت پناہی سے نئے نئے فرقوں نے جنم لیا۔ انہوں نے صالحین امت کے خلاف اپنی زبانیں دراز کیں۔ ائمہ مجتہدین کی شان میں بکواسیں شروع کیں۔ صحابہ کرام پر بھی نکتہ چینیوں کرنے لگے۔ نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں بھی گستاخیاں کرنے سے باز نہیں آئے۔ تمام تر عظمت و افضلیت کے باوجود سرکار اقدس ﷺ کو اپنے برابر شمار کرنے لگے۔ انھیں نئے فرقوں میں سے ایک فرقہ وہ ہے جو ائمہ مجتہدین (امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کی پیروی نہیں کرتا۔ نہ صحابہ کی بات مانتا ہے نہ تابعین کی۔ نہ اسے اولیاء امت سے عقیدت ہے نہ علمائے ملت سے۔ بس وہ اپنے لیڈر اسماعیل دہلوی اور ابن تیمیہ ہی کو اپنا سب کچھ سمجھتا ہے۔ ان کے خلاف ہرگز کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتا۔ اگر اسماعیل دہلوی یا ابن تیمیہ نے کوئی مسئلہ لکھ دیا تو وہ ان کے نزدیک پتھر کی لکیر ہے۔ ان کے خلاف قرآن مقدس کی آیت دکھائیے، احادیث کریمہ یا اجماع امت پیش کیجئے، کسی کو ماننے کے لئے تیار نہیں، اسماعیل دہلوی اور ابن تیمیہ کی اندھی تقلید ہی ان کا مذہب ہے۔ جبکہ وہ اپنے آپ کو غیر مقلد (سلفی، وہابی) کہتے ہیں، مگر اپنے گروپ کے قائدین کی اندھی تقلید کرنے سے ذرا

بھی نہیں شرماتے۔

اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں لکھ دیا کہ ”نماز میں رسالت مآب ﷺ کا خیال لانا اپنے نیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے“ اسماعیل دہلوی کے اس فاسد قیاس کو وہ بے چون و چرا آنکھ بند کر کے مانتے ہیں۔ ایسے گستاخانہ قول پر انھیں نہ کوئی دلیل کی ضرورت ہے نہ حجت کی طلب۔ اس فرقہ کا یہ شیوہ ہے کہ عظمت مصطفیٰ ﷺ کے ثبوت پر مشہور و متواتر حدیثیں دکھائیے، بلکہ قرآن مقدس کی آیت کریمہ بھی پیش کیجئے، وہ ہرگز کھلے دل سے تسلیم نہیں کرتے، اور اس میں طرح طرح کی بیجا تاویلیں نکالتے ہیں، لیکن وہی لوگ سرکارِ دو جہاں ﷺ کی تنقیص کے لئے من گڑھت حدیثیں لکھنے اور پیش کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے۔ چنانچہ غیر مقلدین کے پیشوا اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب، تفویہ الایمان ص ۶۰ پر نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے انکار کرتے ہوئے شانِ اقدس ﷺ میں اپنی طرف سے یہ گڑھ کر لکھ دیا کہ ”میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں“ معاذ اللہ! حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ اس بناؤٹی بات پر ان کا اتنا اعتماد و یقین ہے کہ اس کے برخلاف نہ وہ حدیث سنتے ہیں نہ قرآنی استدلال..... حدیث یہ کہتی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ ☆

(ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، نسائی، فتاویٰ رضویہ)

بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ تو اللہ کے نبی زندہ ہیں، انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث لکھتے ہیں۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَلَكِنْ يُنْقَلُونَ مِنْ

دَارِ إِلَى دَارٍ ☆ (تفسیر کبیر ج ۹، ص ۴۷)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، اولیاء اللہ مرتے نہیں، لیکن ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں۔

قرآن مقدس، سرکارِ دو جہاں ﷺ کے نام کا کلمہ پڑھوانے والے شہدا کے بارے میں یہ اعلان کرتا ہے کہ۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ، بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ☆ (سورہ بقرہ آیت ۱۵۴)

جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں، انھیں مردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، ہاں تمہیں خبر نہیں۔

دوسری جگہ قرآن یہ صاف گواہی دیتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا، بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ☆ (سورہ آل عمران، آیت ۱۶۹)

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں، ہرگز انھیں مردہ خیال نہ کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں۔ (یعنی زندوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یُرْزَقُونَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

يَاكُلُونَ مِنْ ثَمَرِ الْجَنَّةِ ☆ (تفسیر جلالین ص ۷۲)

شہداء جنت کے میوے کھاتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

إِنَّ أَجْسَادَهُمْ بَاقِيَةٌ فِي قُبُورِهِمْ، وَأَنَّهَا لَا تُبْلَى تَحْتَ الْأَرْضِ الْبَتَّةَ ☆

(تفسیر کبیر ج ۹، ص ۴۲۹)

شہداء کے اجسام انکی قبروں میں باقی ہیں وہ یقیناً زمین کے نیچے بوسیدہ نہیں ہوتے۔

جب ایک شہید کا حال یہ ہے کہ انھیں قرآن کریم نے مردہ کہنے بلکہ مردہ خیال

وگمان کرنے سے بھی روک دیا۔ تو پھر اس شہید امتی کے نبی (ﷺ) کی حیات طیبہ کا کتنا اونچا مقام ہوگا۔ مگر وہابی ان احادیث کریمہ، اور قرآنی استدلال کے سامنے نہیں جھکتے، بس اسمعیل دہلوی کی تقلید میں انکار پر اڑے ہیں۔ اور اب تک تفویہ الایمان میں وہ گڑھی عبارت بڑے زور شور سے چھاپتے اور شائع کرتے ہیں۔

انبیائے کرام کو معاذ اللہ کمتر سے کمتر بتانا ان کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ غیر مقلدین کے لیڈر، اسماعیل دہلوی نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب تفویہ الایمان (ص ۱۳) پر انبیائے کرام کی شان اقدس کو چھارے سے زیادہ ذلیل بتانے کی جسارت کی..... اور دوسری کتاب صراط مستقیم (ص ۱۳۶) میں نماز کے اندر سرکار رسالت مآب ﷺ کے خیال لانے کو (معاذ اللہ) اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے سے بدرجہا بدتر لکھا۔ اس دعویٰ پر نہ کوئی قرآنی آیت پیش کی نہ کوئی حدیث مبارکہ۔ غیر مقلدین اپنے کو اہل حدیث کہتے نہیں تھکتے، پھر اسمعیل دہلوی کی بات بلا حدیث کیسے مان لیتے ہیں؟

اہل سنت اور وہابی کے درمیان فرق

الحاصل اہل سنت اور غیر مقلدین (وہابی) کے درمیان اصل اختلاف عقیدے کا ہے۔ اہل سنت انبیائے کرام علیہم السلام کی عظمت و رفعت اور تعظیم و تکریم کے قائل ہیں، اللہ سبحانہ تعالیٰ کے بعد مخلوق میں سب سے بزرگ تر انبیائے کرام علیہم السلام ہی کو مانتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں بے شمار قرآنی آیات اور احادیث کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

لَا يُمْكِنُ الشَّاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ، بَعْدَ اِذْ خَدَّ اِبْرٰهِيْمَ كَوْنِي قِصَّةً مُخْتَصِرٌ

یا رسول اللہ آپ کی تعریف تو ممکن ہی نہیں جیسا کہ تعریف کا حق ہے۔ اللہ کے بعد بزرگی تو بس آپ ہی کی ہے۔ (علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ)

مگر وہابی انبیائے کرام علیہم السلام کی عیب جوئی اور نقص کی تلاش میں رہتے ہیں، ان کی شان اقدس میں گستاخی اور توہین کرتے ہیں۔ یہ بے بڑا فرق ہمارے اور انکے درمیان۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ اگر صاف صاف اپنے اس عقیدہ کا اعلان کر کے مسلمانوں کو بلایا جائے تو کوئی ایسے گندے عقیدے کے پاس بھٹکنے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو رفع یدین، آئین بالجہر، وغیرہ کا جال بچھایا۔

اب انہیں سب سے بڑا دکھ، اس بات کا ہے کہ مسلمان رکوع میں جاتے یا اٹھتے وقت رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ مسجد میں چیخ چیخ کر آئین کیوں نہیں بولتے؟۔ شہر شہر، مگر مگر، گلی گلی، کوچہ کوچہ ہر جگہ اسی کا جھگڑا کھڑا کر دیا۔ معاشرہ میں بے شمار برائیاں بدکاریاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کی فکر نہیں۔ ان کے وہابی بادشاہ کفار و مشرکین کی تقلید میں ہر ہریال پر اپنی تصویریں چھاپتے ہیں، اپنے بت، ملک بھر کی ہر ہر آفس میں آویزاں کراتے ہیں، کروڑوں ریال بے دریغ اس پر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خلاف یہ آواز کیوں نہیں اٹھاتے؟ اور بخاری کی یہ حدیث اس موقع پر کیوں بھول جاتے ہیں؟

أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللَّهِ الْمُصَوِّرُونَ ﴿۲۷﴾ (بخاری و مسلم)

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا۔

جزیرہ عرب میں یہود و نصاریٰ کی فوجیں بلا کر ان کی پرورش کرتے ہیں، ان کے کھانے پینے کے لئے شراب و سور فراہم کرتے ہیں، اس سے کیوں نہیں روکتے؟ بے شمار مزدور، غریب مسلمان نان شبینہ کے محتاج اور بے وطن، کس مہر سی کی زندگی گزار رہے ہیں اور یہ ملک کی بے حساب دولت اپنی عیاشیوں اور فحاشیوں پر خرچ کر کے، بڑے بڑے محلات میں داد عیش دیتے ہیں۔ کیا بیت المال کا خزانہ سیکڑوں تعداد پر مشتمل بیگمات کا محل تعمیر کرنے کے لئے ہے؟ آخر غیر مقلدین اس پر احتجاج کیوں نہیں کرتے؟

خود تو، ٹی، وی، پرنٹس فلمیں دیکھتے ہیں اور سنیوں سے رفع یدین پر جھگڑتے ہیں۔ دن رات گندے گانے سنتے ہیں اور جب نبی ﷺ پر سلام پڑھا جاتا ہے تو اس طرح بھاگتے ہیں جس طرح شیطان اذان سے بھاگتا ہے۔

جھوٹ، چغلی، غیبت، بدکاری، فحاشی، زنا، بے پردگی، حرام خوری، رشوت ستانی، دغا بازی، مکر و فریب، عیاشی، حسد، کینہ، خوں ریزی، چا پلوسی، حق تلفی، خیانت، ریاکاری، ظلم سرکشی، بددیانتی، بدتہذیبی، عریانیت، شراب نوشی، جو ابازی، لائٹری، واڑھی منڈوانا، ماں باپ کی نافرمانی، وغیرہ بے شمار برائیاں معاشرے میں پھیلی ہوئی ہیں بلکہ وہ خود بھی ان میں ملوث ہیں۔ مگر ان سب کو چھوڑ کر ان کی ساری توجہ رفع یدین اور آئین بالجہر پر مرکوز ہو گئی ہے۔

انہوں نے سب سے نمازوں میں بار بار ہاتھ اٹھوانے، اور چیخ چیخ کر آئین کہلانے کا بیڑا اٹھا لیا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قبضین پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کروڑوں کروڑ مسلمان ان کے پیروکار ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے نماز میں آہستہ آئین کہتے ہیں اور سرکس گھوڑوں کی دموں کی طرح بار بار نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ (دیکھیں حدیث نمبر ۱) عیدین کے علاوہ تمام نمازوں میں ایک بار، تحریرہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کو کافی جانتے ہیں۔ اس پر یہ غیر مقلدین شور مچاتے ہیں اور انہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر عمل کرنے سے روکتے ہیں، بلکہ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ (بار بار) رفع یدین کی ممانعت پر ایک بھی حدیث نہیں۔

شافعی وغیرہ حضرات بھی رفع یدین اور آئین بالجہر کے قائل ہیں مگر وہ احناف سے اس بات پر جھگڑتے نہیں اور نہ احناف ان سے، کیوں کہ ہمارے اور ان کے عقائد ایک ہیں، سب اپنے اپنے امام کی پیروی کرتے ہیں کسی کو اپنے امام کی پیروی سے نہیں

روکتے۔ اور نہ ایک دوسرے پر الزام و اتہام لگاتے ہیں، کہ یہ سب فروعیات ہیں، اور فردی اختلاف کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کا آپس میں جنگ کرنا درست نہیں، بلکہ اس پر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سبھی اہل سنت کا اتفاق ہے۔

لہذا یہ بات یاد رکھیں کہ اس دور میں اگر کوئی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو برا کہتا ہے، ان کے فتوے پر عمل کرنے سے روکتا ہے، رفع یدین اور آئین بالجہر کے جھگڑے کھڑے کرتا ہے، وہ شافعی، مالکی، حنبلی نہیں ہوگا بلکہ وہ کوئی غیر مقلد یا وہابی ہوگا، اگرچہ وہ اپنے کو شافعی وغیرہ بتاتا ہو۔ کیوں کہ انہیں کا یہ شیوہ اور پہچان ہے، نہ کہ مقلدین اور ائمہ کرام کے پیروکار کا۔

اس سلسلے میں، اپنا ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں۔ یہاں ڈیلس کے قریب انگلین (امریکہ) میں ایک صاحب کے یہاں میلاد شریف میں جانے کا اتفاق ہوا۔ محبت مکرم مولانا غلام سبحانی صاحب امام و خطیب ضیاء القرآن سنٹر انگلین بھی موجود تھے۔ عزیزم حامد رضا سلمہ بھی ہمراہ تھے۔ میلاد شریف کے بعد ایک صاحب بول پڑے کہ رفع یدین پر کئی حدیثیں ہیں اور نہ کرنے پر ایک بھی حدیث نہیں۔ صرف امام ابوحنیفہ کا فتویٰ ہے۔ ہم ان کا فتویٰ مانتے ہیں، حدیث کو کیوں نہیں مانتے؟ میں بھی حنفی ہوں۔

میں نے کہا اس موضوع پر ایک دو نہیں بلکہ کثیر احادیث ہیں، آپ سے کس نے کہ دیا کہ ایک بھی حدیث نہیں؟ بتایا کہ میرے ایک ”اہل حدیث (غیر مقلد)“ دوست کہ رہے تھے۔

آپ دیکھیں یہ لوگ کس طرح سفید جھوٹ بول کر احناف کو اپنی گمراہی کے جال میں پھانتے ہیں۔ کثیر احادیث کے ہوتے ہوئے کیسے صاف کہہ دیتے ہیں، ایک بھی حدیث نہیں۔ سیدھا سادہ مسلمان، ان کی بات کو سچ سمجھ کر ان کے پھندے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ پہلے رفع یدین کرتا ہے، پھر زور سے آئین بولنے لگتا ہے۔ جب اس میں پکا ہو

جاتا ہے۔ پھر وہ لوگ اپنے گمراہانہ اور گستاخانہ عقیدے کے دلدل میں اسے ڈال دیتے ہیں جہاں سے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ خیال ہوا کہ ان احادیث کریمہ پر مشتمل ایک مختصر رسالہ شائع کر دیا جائے تاکہ ہر شخص آسانی سے پڑھ سکے اور انصاف پسند حضرات پر ان کا یہ سفید جھوٹ واضح ہو جائے۔

احمد القادری

اسلامک اکیڈمی، ڈیلیس ٹیکس امریکہ

۵/صفر المظفر ۱۴۲۳ھ بروز جمعہ: ۲۱/اپریل ۲۰۰۲ھ

رفع یدین کے احکام

نماز پنجگانہ اور جمعہ میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی ہاتھ اٹھانا سنت ہے، اس کے بعد نہیں۔ اس مسئلہ کے ثبوت میں بکثرت احادیث آئیں ہیں۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا حَتَّى يَفْرُغَ ☆
(۱- ترمذی، ۲- ابن شیبہ)

نبی ﷺ جب نماز شروع فرماتے، تو اپنے ہاتھ اٹھاتے تھے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھاتے۔

﴿۲﴾ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔
كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ ☆
(۳- طحاوی شریف، ۴- فتح القدر، ۵- مرقاة شرح مشکوٰۃ)

نبی ﷺ پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے پھر نہ اٹھاتے۔

﴿۳﴾ حضرت عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تُرْفَعُ الْأَيْدِي فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِاحِ الصَّلَاةِ وَاسْتِقْبَالِ الْبَيْتِ
وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَالْمَوْقِفَيْنِ وَالْجَمْرَتَيْنِ ☆ (۲- حاکم، ۷- بیہقی)
صرف ساتھ جگہ ہاتھ اٹھائیں جائیں۔

(۱) نماز شروع کرتے وقت (۲) کعبہ کے سامنے منہ کرتے

(۳) صفا، مروہ پہاڑی پر (۴-۵) دو موقف مٹی اور مزدلفہ میں
(۶-۷) دو جمروں کے سامنے۔

اس حدیث میں صرف نماز شروع کرتے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم ہے بعد میں نہیں۔ ان کے علاوہ اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے (۸) کتاب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، (۹) بزار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، (۱۰) ابن شیبہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، کچھ فرق سے بیان کیا۔

﴿۴﴾ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے صحابہ کی ایک جماعت سے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز سب سے زیادہ یاد ہے۔

رَأَيْتُهُ عَلَيْهِ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمَّكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَضَرَ ظَهْرَهُ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ إِصْبَعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكَعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْيَمْنَى ☆

(۱۱- بخاری، ۱۲- ابوداؤد، ۱۳- مشکوٰۃ،)

میں نے دیکھا کہ جب نبی ﷺ تکبیر تحریر کہتے تو ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے۔ اور جب رکوع کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پڑتے اور کمر سیدھی کرتے، جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوتے کہ کمر کی ہڈی کے تمام مہرے اپنی جگہ آجاتے، اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھوں کو زمین پر رکھتے، نہ ان کو سیکڑتے، اور نہ کہنیوں کو زمین پر بچھاتے، اور پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھتے، اور دو رکعت کے بعد بائیں پاؤں پر بیٹھ کر سیدھا پیر کھڑا کرتے۔

اس حدیث میں حضور ﷺ کی نماز کی پوری کیفیت بیان کی گئی، جس میں صرف ایک بار تکبیر تحریر کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے، اس کے بعد ہاتھ اٹھانے کا کوئی ذکر

نہیں۔ اگر رکوع کے بعد بھی رفع یدین نبی اکرم ﷺ کرتے ہوتے، یا اس کا حکم ہوتا، تو حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا ذکر کیوں نہ کرتے؟

﴿۵﴾ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ. إِلَّا مَرَّةً

وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيرَةٍ إِلَّا فِتْحًا ☆ (۱۳- مجمع الروائد، ۱۵- ترمذی، ۱۶- ابوداؤد،

۱۷- نسائی، ۱۸- ابن ابی شیبہ، ۱۹- طحاوی، ۲۰- عبدالرزاق)

کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ تو آپ نے نماز

پڑھی۔ اس میں سوائے تکبیر تحریمہ کے کسی موقع پہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

﴿۶﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

إِنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ حِينَ افْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَى بِهِمَا أُذُنَيْهِ

ثُمَّ لَمْ يَعُدْ إِلَى شَيْئٍ مِّنْ ذَلِكَ حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ ☆ (۲۱- دارقطنی)

انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع کی تو ہاتھ اٹھائے

کہ کانوں کے مقابل کر دئے، پھر نماز سے فارغ ہونے تک کسی جگہ ہاتھ نہ اٹھائے۔

﴿۷﴾ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت ہے، فرمایا۔

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا افْتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِّنْ

أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ ☆ (۲۲- ابوداؤد)

بے شک رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کانوں کے قریب تک ہاتھ

اٹھاتے تھے۔ پھر دوبارہ ایسا نہ کرتے۔

﴿۸﴾ امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ، امام حمیدی نے اپنی مسند میں، حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ، نبی ﷺ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت

رفع یدین کرتے تھے، اور رکوع کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (۲۳- مسند حمیدی)

﴿۹﴾ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ عِنْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى فِي إِفْتِاحِ الصَّلَاةِ ☆ (۲۳-دارقطنی)

میں نے نبی ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی یہ لوگ نماز کے شروع میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے۔

یہاں تک تو نبی اکرم ﷺ تک مرفوع حدیثیں تھیں۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں، اس لئے کہ صحابہ کرام کا قول و فعل مسلمانوں کیلئے دلیل ہے۔ اور صحابہ کی حدیث کو بھی حدیث کہتے ہیں، اور صحابہ کی بکثرت احادیث، بخاری، مسلم اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَصْحَابِي كَمَا لَنُجُومٍ بَأْيِهِمِ اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ ☆ (مشکوٰۃ)

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں جن کی پیروی کرو گے ہدایت یاب ہو جاؤ گے۔

﴿۹﴾ حضرت مجاہد سے روایت ہے انھوں نے فرمایا۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا فَلَمْ يَكُنْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ ☆ (۲۵-طحاوی، ۴۶-ابن ابی شیبہ)

میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، آپ نماز میں پہلی تکبیر کے سوا کسی وقت ہاتھ نہ اٹھاتے۔

﴿۱۱﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

إِنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى مِنَ الصَّلَاةِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ فِي شَيْءٍ

کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر کسی حالت میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔
 ﴿۱۲﴾ حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا

رَأَيْتُ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ
 تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ ☆ (۳۰- طحاوی شریف)

میں نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے پہلی تکبیر میں
 ہاتھ اٹھائے پھر نہ اٹھائے۔

﴿۱۳﴾ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ

فَرَفَعَ يَدَيْهِ (عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ
 وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَاحِدَةً ☆ (۳۱- ابوداؤد شریف، ۳۲- موطا)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار ہی ہاتھ اٹھاتے۔ بعض راویوں
 نے فرمایا کہ ایک ہی دفعہ ہاتھ اٹھاتے۔

﴿۱۴﴾ حضرت عبدالعزیز بن حکیم نے کہا کہ

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ فِي أَوَّلِ
 تَكْبِيرَةِ الْفِتْحِ الصَّلَاةِ وَلَمْ يَرْفَعْهُمَا فِي مَا سِوَى ذَلِكَ ☆ (۳۳- موطا شریف)

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز کے شروع میں تکبیر اولیٰ کے
 وقت اپنے ہاتھ کانوں کی لوتک اٹھاتے دیکھا۔ اور اس کے علاوہ وہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔
 ﴿۱۵﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔

إِنَّ الْعَشْرَةَ الَّذِينَ شَهِدَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ، مَا كَانُوا يَرْفَعُونَ
 أَيْدِيَهُمْ إِلَّا افْتِتَاحَ الصَّلَاةِ ☆ (۳۴- فتح القدیر، بدائع الصنائع، اعلاء السنن)

وہ دس (عشرہ مبشرہ) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کے جنتی ہونے کی رسول اللہ ﷺ
 نے گواہی دی ان میں سے کوئی بھی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتا تھا۔



رفع یدین کی حدیث بھی آئی ہے مگر وہ منسوخ ہے

﴿۱۶﴾ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

إِنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الرُّكُوعِ وَعِنْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ لَهُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّهُ شِئْنِي فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ تَرَكَهُ ☆

(۳۵- عینی شرح بخاری)

آپ نے ایک شخص کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ، ایسا نہ کرو۔ کیونکہ یہ وہ کام ہے جو رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا تھا، پھر چھوڑ دیا۔

﴿۱۷﴾ بعض صحابہ کرام تکبیر اولیٰ کے علاوہ رکوع میں جاتے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے تھے اس سے منع کیا گیا۔ حدیث یہ ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔

مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شَامِسٍ، أَسْكِنُوا فِي الصَّلَاةِ ☆ (صحیح مسلم ۷۳۶- مسند امام احمد بن حنبل ۲۸۸- ابوداؤد ۳۹۹- سنن ابی یوسف ۴۰۰- بیہقی، بہار شریعت)

یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو (بار بار) ہاتھ اٹھاتے دیکھتا ہوں جیسے چنچل گھوڑے کی ڈیس، نماز میں سکون کے ساتھ رہو۔

بار بار ہاتھ اٹھانا گرانا یہ سکون و اطمینان کے خلاف حرکت ہے اس لئے اس سے روکا گیا۔

چند اکابر صحابہ کرام کے نام جو صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح، حضرت طلحہ،

حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ تو عشرہ مبشرہ ہیں جنہیں جیتے جی دنیا ہی میں نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت سنا دی تھی۔

ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت براء بن عازب، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہم، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہ وہ اکابر صحابہ ہیں جن کے بارے میں روایت موجود ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ اور کسی موقع پر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(نزہۃ القاری شرح بخاری جلد ۳ ص ۲۰۰)

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا احادیث اور دلائل و براہین سے دن کے اجالے کی طرح یہ واضح ہو گیا کہ پنجگانہ نماز کے شروع میں صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کرنا سنت ہے۔ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کی حدیث منسوخ ہے۔ یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے، جو بکثرت احادیث و سنن سے ثابت ہے، ان کا کوئی فتویٰ سنت کے خلاف نہیں ہوتا، جو ان کے فتویٰ کو خلاف سنت بتائے وہ یا تو ان کا حاسد ہو گا یا دشمن۔

اس مختصر رسالے میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھانے پر حدیث و فقہ کی ۴۰ مشہور و معروف اور مستند کتابوں کے حوالہ سے سترہ احادیث کریمہ پیش کر دی گئی ہیں، جو حق پسند کو حق قبول کرنے کے لئے کافی ہیں۔



آمین آہستہ کہنی چاہئے

نماز میں آہستہ آمین کہنا سنت اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہے۔
آہستہ آمین کہنے کے سلسلے میں متعدد احادیث آئی ہیں۔

﴿۱﴾ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ وَائِلِ ابْنِ حَجْرٍ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ) أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَ أَخْفَى بِهَا صَوْتَهُ ☆ (۱- امام احمد، ۲- ابوداؤد طيالسی، ۳- ابویعلیٰ موصلی، ۴- طبرانی، ۵- دارقطنی، ۶- متدرک للحاکم)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ) پڑھیں تو آپ نے آمین کہا اور آمین میں اپنی آواز آہستہ رکھی۔

﴿۲﴾ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَرَأَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ وَ خَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ ☆ (۷- ابوداؤد، ۷- ترمذی، ۸- ابن ابی شیبہ) فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پڑھا تو آمین کہا، اور آواز آہستہ رکھی۔

﴿۳﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِنُوا فَإِنَّهُ مَا وَافَقَ تَامِينُهُ تَامِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ☆ (۹- بخاری، ۱۰- مسلم، ۱۱- احمد، ۱۲- مالک،

۱۳- ابوداؤد، ۱۴- ترمذی، ۱۵- نسائی، ۱۶- ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب امام آئین کہے تو تم بھی آئین کہو کیونکہ جس کی آئین فرشتوں کی آئین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لئے ہے جس کی آئین فرشتوں کی آئین کی طرح ہو۔ فرشتے آئین آہستہ کہتے ہیں اور ہم نے ان کی آئین آج تک نہ سنی تو چاہئے کہ ہماری آئین بھی آہستہ ہوتا کہ فرشتوں کی موافقت اور گناہوں کی معافی ہو۔

﴿۴﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دوسری روایت ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرَ الْمَفْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿فَقُولُوا آمِينَ﴾ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهُ قَوْلَ الْمَلِيكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، (۱۷- بخاری، ۱۸- شافعی، ۱۹- مالک، ۲۰- ابوداؤد، ۲۱- نسائی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام، غیر المفضوب علیہم ولا الضالین، کہے تو تم امین کہو، کیونکہ جس کا امین کہنا فرشتوں کی امین کہنے کے مطابق ہوگا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ہر گز نہ پڑھے۔ اگر مقتدی کا پڑھنا صحیح ہوتا تو ہمارے پیارے نبی رؤف رحیم ﷺ یوں فرماتے کہ جب تم ولا الضالین کہو تو آئین کہو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی صرف آئین کہیں گے۔ سورہ فاتحہ پڑھنا، اور ولا الضالین کہنا امام کا کام ہے، مقتدی کا نہیں، بلکہ مقتدی پر قرآن کا سننا اور چپ رہنا واجب ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ☆

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ تم پر رحم ہو۔

(کنز الایمان، سورہ اعراف، آیت ۲۰۴)

دوسرا مسئلہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آمین آہستہ ہونی چاہئے کیونکہ فرشتوں کی آمین آہستہ ہی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔

﴿۵﴾ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لَمْ يَكُنْ عُمَرُ وَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِجَهْرٍ ان يَبْسُمِ اللَّهُ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَلَا بِأَمِينٍ ☆ (۲۲- تہذیب الآثار للطبرانی، ۲۳- طحاوی)

حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہ تو بسم اللہ الرحمن الرحیم اونچی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔

﴿۶﴾ حضرت ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ يُخْفِي الْإِمَامُ أَرْبَعًا، التَّعَوُّذُ وَ بِسْمِ اللَّهِ وَ آمِينَ وَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ☆ (۲۳- عینی)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا امام چار چیزیں آہستہ کہے۔ اَعُوذُ بِاللَّهِ، بِسْمِ اللَّهِ، آمِينَ اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

معلوم ہوا کہ آمین آہستہ کہنا سنت صحابہ اور سنت خلفاء راشدین ہے۔

﴿۷﴾ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

قَالَ أَرْبَعٌ يُخْفِيهِنَّ الْإِمَامُ، التَّعَوُّذُ، وَ بِسْمِ اللَّهِ، وَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ، وَ آمِينَ ☆ (۲۵- رواہ محمد بن الاثیر، ۲۶- عبد الرزاق فی مصنفہ)

آپ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہے، اَعُوذُ بِاللَّهِ، بِسْمِ اللَّهِ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ اور آمین۔ (یہ حدیث امام محمد نے آثار میں اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں بیان کی)

معلوم ہوا کہ جیسے نَسَاء، اَعُوذُ بِاللَّهِ، بِسْمِ اللَّهِ، رُكُوع اور سجدے کی تسبیحات، التحیات، و رود ابراہیمی، دعائے ماثورہ وغیرہ سب آہستہ پڑھی جاتی ہیں ایسے ہی آمین بھی آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ یہی احادیث صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اعمال و اقوال سے ثابت ہے۔ یہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی قول ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، جلیل القدر امام، تابعی، فقیہ، عالم،
 مُحَقِّقٌ، مَدَقِّقٌ، مُتَّقِيٌّ، مُحَدِّثٌ، مُفَسِّرٌ، مُجْتَهِدٌ، صَالِحٌ، صَاحِبٌ كَشْفٌ اور
 وَلِيٌّ كَامِلٌ ہیں، نہ ان کے زمانہ میں ان کے برابر کوئی فقیہ تھا نہ ان کے بعد اب تک ان
 کے مثل پیدا ہوا۔ بلاشبہ آپ اِمَامُ الْمُتَّقِيْنَ اور اَمِيْرُ الْمُسْلِمِيْنَ ہیں۔ آپ کی
 پیروی فرمان الہی کے مطابق۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ ☆

(سورہ نسا آیت ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے امیر کی۔

اس مختصر رسالے میں آہستہ آہستہ کہنے پر حدیث و فقہ کی ۲۶ مشہور و معروف
 اور مستند کتابوں کے حوالہ سے سات احادیث کریمہ پیش کر دی گئی ہیں، جو اہل حق کو قبول
 کرنے کے لئے کافی ہیں..... مزید تفصیل کے لئے حضرت مولانا ظفر الدین
 رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح البہاری شریف، اور حضرت مولانا احمد یار خاں نعیمی
 رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور و معروف کتاب جاء الحق کا مطالعہ فرمائیں۔

وَاللَّهُ الْهَادِي وَالْمُعِينُ ، نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ ، وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ
 خَيْرَ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ ، بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ☆



مآخذ و مراجع

- (۱) قرآن کریم
- (۲) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، امام احمد رضا قادری، رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲-۱۳۳۰ھ)
- (۳) تفسیر کبیر، امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی، رحمۃ اللہ علیہ (۵۳۳-۶۰۶ھ)
- (۴) تفسیر جلالین، امام جلال الدین محمد بن احمد بن محمد الحلی، رحمۃ اللہ علیہ (۷۹۱-۸۶۳ھ)
- (۵) صحیح بخاری، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ)
- (۶) صحیح مسلم، امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ)
- (۷) جامع ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۹ھ)
- (۸) سنن ابوداؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۵ھ)
- (۹) سنن نسائی، امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۰۳ھ)
- (۱۰) ابن ماجہ، امام محمد بن یزید ابن ماجہ، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۷۳ھ)
- (۱۱) شرح معانی الآثار، (طحاوی شریف) امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ)
- (۱۲) مؤطا، امام محمد بن حسن شیبانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- (۱۳) کتاب الآثار للامام محمد بن حسن شیبانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- (۱۴) ابوداؤد طیالسی، امام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۳ھ)
- (۱۵) بیہقی، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ)
- (۱۶) المستدرک، امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۰۵ھ)
- (۱۷) طبرانی، امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب اللخمی الطبرانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ)
- (۱۸) تہذیب الآثار، امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب، الطبرانی، رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۶۰ھ)
- (۱۹) مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۵ھ)

- (۲۰) سنن دارقطنی، امام علی بن عمر دارقطنی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۸۵ھ)
- (۲۱) مشکوٰۃ، شیخ ولی الدین ترمیزی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ)
- (۲۲) کتاب المفرد، امام ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۶ھ)
- (۲۳) بزار، (البحر الزخار المعروف بمسند البزار) امام احمد بن عبد الخالق عقیلی بزار، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۲ھ)
- (۲۴) مصنف عبدالرزاق، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۱ھ)
- (۲۵) مسند حمیدی، حافظ عبد اللہ بن زبیر حمیدی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ)
- (۲۶) ابو یعلیٰ موصلی، حافظ احمد بن علی المثنیٰ التمیمی، رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۵۸ھ)
- (۲۷) مجمع الزوائد، امام حافظ نور الدین علی بن ابی بکر عینی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۷ھ)
- (۲۸) عمدۃ القاری شرح بخاری، (عینی) علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ)
- (۲۹) بدائع الصنائع، علامہ ابو بکر بن مسعود کاسانی، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۸۷ھ)
- (۳۰) فتح القدر، علامہ کمال الدین ابن ہمام، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۶۱ھ)
- (۳۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۳ھ)
- (۳۲) فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا قادری، رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ)
- (۳۳) بہار شریعت، صدر الشریعہ، مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۶-۱۳۶۷ھ)
- (۳۴) جاء الحق، حکیم الامت، مولانا احمد یار خاں نعیمی، رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۰ھ)
- (۳۵) نزہۃ القاری شرح بخاری، علامہ مفتی محمد شریف الحق الامجدی الاعظمی، رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰-۱۳۲۲ھ)

